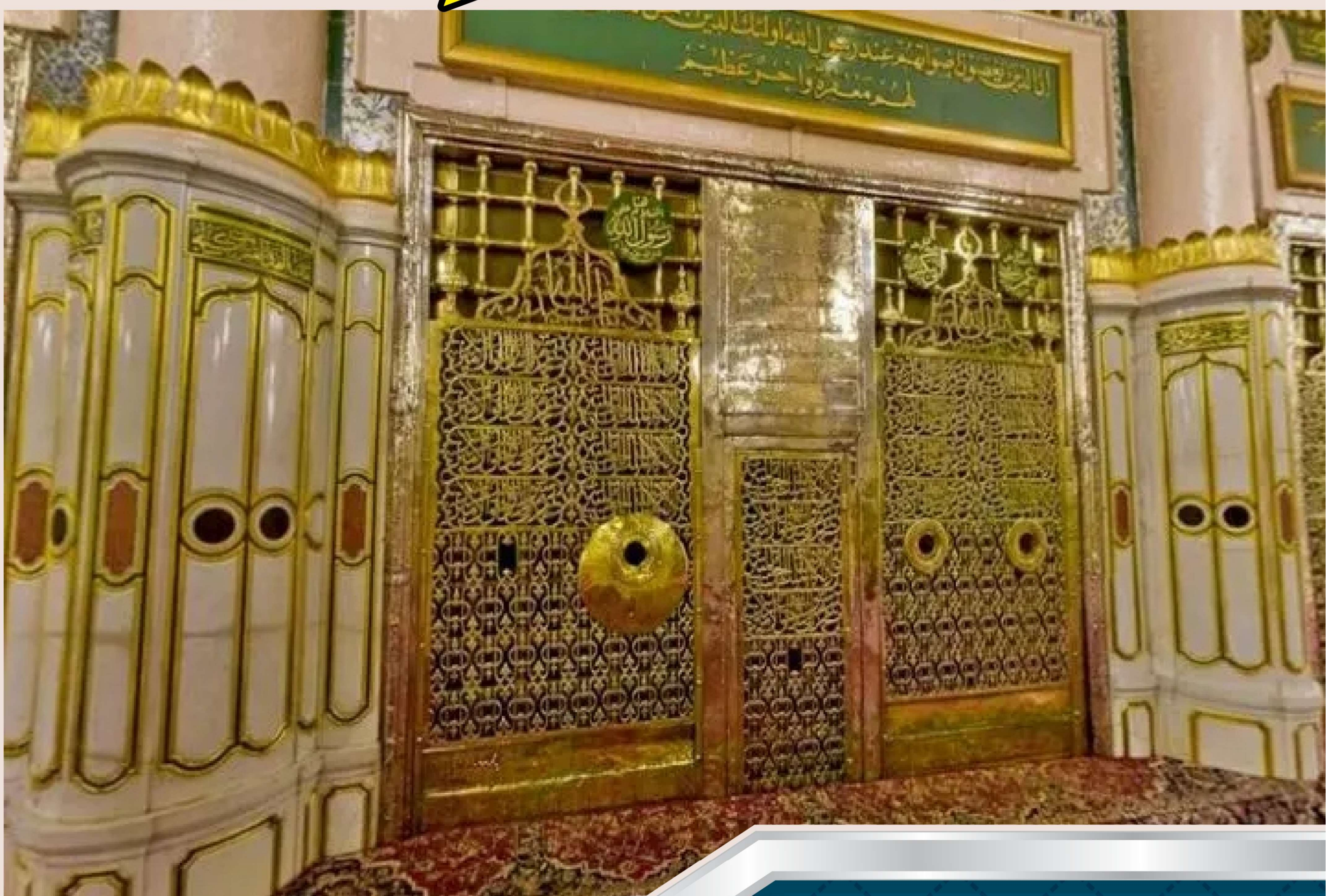
خلیفہ اوّل، سسر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

خلیفہ بلا فصل، امیر المؤمنین

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ



محمد داؤد الرحمن علی

خلیفہ اول، ختم نبوت کے پہلے محافظ، جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رفیق غار و مزار، پیکر صدق و وفا، امیر المؤمنین

فضائل

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ

محمد داؤد الرحمن علی

پروانے کو چراغ ہے

بلبل کو پھول بس

صدیق کے لیے ہے

خدا کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بس

فہرست مضامین

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نورانی چہرہ، کہرا بدن، کشادہ پیشانی، گہری چمکیلی رعب دار آنکھیں میٹھی رسیلی گفتگو، دراز قد، مدبرانہ چال ڈھال، میدان تجارت کا شہسوار، جود وسخا، مہر ووفا، صدق وصفا کا خوگر، شرافت، نجابت، صداقت وامانت کا پیکر، حبیب کبریا شافع محشر جناب نبی کریم ﷺ پر بغیر تردد کے ایمان لانے والی شخصیت، سفر وحضر، غار ومزار میں نبی اکرم ﷺ کی رفاقت حاصل کرنے والی شخصیت، نبی کریم ﷺ پر جان، مال، اولاد سب کچھ نثار کرنے والی شخصیت، جس شخصیت کی سخاوت کا تذکرہ خود قرآن نے کیا اس شخصیت کو ہم خلیفہ اول، خلیفہ بلا فصل، افضل البشر بعد الانبیاء، سسر نبی کریم ﷺ، امیر المؤمنین سدیانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتے ہیں۔

ولادت باسعادت

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے تقریباً دوسال چار ماہ بعد ہوئی۔(الاکمال فی اسماء الرجال للخطیب التبریزی)

نام ونسب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام گرامی ”عبداللہ“ اور کنیت ابوبکر تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ”عثمان“ اور کنیت ”ابوقُحافہ“ تھی۔ والدہ کا نام ”سلمیٰ“ اور کنیت ”ام الخیر“ تھی۔

والد کی طرف سے ”مُرۃ بن کعب“ پر جا کر سلسلہ نسب جناب نبی کریم ﷺ کے سلسلہ نسب سے جا ملتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قریش کی شاخ ”تیم“ سے تعلق رکھتے تھے۔(صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از مولانا سعید احمد اکبر آبادی ص ۲۷)

لقب

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دو لقب تھے۔

۱۔عتیق ۲۔صدیق

القابات کی وجہ تسمیہ

۱۔عتیق

جامع ترمذی میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْتَ عَتِيقُ اللهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا۔

ترجمہ:ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:تم من جانب اللہ جہنم کی آگ سے آزاد(محفوظ) ہیں،اسی دن سے آپ کو عتیق کہا جانے لگا۔(جامع ترمذی شریف،ابواب المناقب،باب مناقب أبي بكر الصديق رضي اللہ عنہ، حدیث نمبر:3612)

۲۔صدیق

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ

لانزل اللہ عزوجل اسم ابی بکر من السماء الصدیق

ترجمہ:اللہ تعالی نے ابوبکر کے لئے صدیق کا لقب آسمان سے نازل فرمایا۔(مختصر تاریخ دمشق،جلد،13،ص52)

عن عائشة رضي الله عنها قالت جاء المشركون إلى أبي بكر فقالوا هل لك إلى صاحبك يزعم أنه أسري به الليلة إلى بيت المقدس قال أو قال ذلك؟ قالوا نعم فقال لقد صدق إني لأصدقه بأبعد من ذلك بخبر السماء غدوة وروحة فلذلك سمي الصديق۔

ترجمہ:حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ شب معراج کے اگلے دن مشرکین مکہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا،اپنے صاحب کی اب بھی تصدیق کرو گے؟،انہوں نے دعوٰی کیا ہے"راتوں رات بیت المقدس کی سیر کر آتے ہیں"ابوبکر صدیق نے کہا:"بیشک آپ نے سچ فرمایا ہے،میں تو صبح وشام اس سے بھی اہم امور کی تصدیق کرتا ہوں"۔اس واقعہ سے آپ کا لقب صدیق مشہور ہو گیا۔(تاریخ الخلفاء ص،11)

صدیق کی تعریف

صدیق وہ شخص ہے کہ جس کے ظاہر و باطن میں صدق اس درجہ سرایت کر گیا ہو کہ ذرہ برابر اس میں کذب کی گنجائش نہ ہو۔ بدون کسی توقف و تامل کے اور بدون طلب معجزہ کے اور بدون صحبت و ہم نشینی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوّل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرے۔ (خلافت راشدہ از مولانا ادریس کاندھلوی ؒ ص ۸۰)

جس کے عقیدے میں صدق پایا جائے وہ صدیق ہوتا ہے۔ جس کی زبان میں صدق پایا جائے وہ صدیق ہوتا ہے۔ جس کے عمل میں صدق پایا جائے وہ صدیق ہوتا ہے۔ یہ تینوں صدق جسمیں جمع ہو جائیں اُسے ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں۔

حلیہ مبارک

آپ کا رنگ سفید، رخسار ہلکے ہلکے، چہرہ باریک اور پتلا، پیشانی بلند، منحنی جسم، اور داڑھی کو سرخ سیاہ مدبی لگایا کرتے (الکامل فی التاریخ، ج2، ص420)

خواب میں قبولیت اسلام کی بشارت

اعلان نبوت سے پہلے آپ نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا، آسمان پر چودھویں کا چمکتا ہوا چاند اچانک پھٹ گیا، اس کے ٹکڑے مکہ کے ہر گھر میں بکھر گئے پھر یہ ٹکڑے سمٹ کر اکٹھے ہوئے اور یہ چمکتا ہوا چاند آپ کی گود میں آ گیا۔

آپ نے یہ خواب اہل کتاب کے عالم کو سنایا تو اُس نے تعبیر بتائی کہ وہ نبی محتشم جن کا انتظار ہے؛ اس نبی آخر الزماں کے آپ معاون و مددگار ہوں گے۔ تو جب حضور کی بعثت ہوئی تو آپ نے بلا توقف بغیر کسی پس و پیش کے اسلام قبول کر لیا۔ (سبل الهدی والرشاد، ج2، ص303)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبل از اسلام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل ایک مقبول تاجر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دیانت، استبازی اور امانت کا خاص شہرہ تھا۔ اہل مکہ آپ رضی اللہ عنہ کو حسن اخلاق کی وجہ سے نہایت معزز سمجھتے تھے۔

زمانہ جاہلیت میں میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شراب نہیں پی اور شراب سے نفرت فرمایا کرتے تھے۔ (خلفائے راشدین از شاہ معین الدین احمد ندوی ؒ ص ۱۳)

قبول اسلام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بچپن سے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص اُنس تھا۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقہ احباب میں شامل تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اکثر تجارت کے سفروں میں ہمراہی کا شرف حاصل تھا۔(صحابہ اکرام کا قبول اسلام ص ۳۷)

جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بغرض تجارت یمن کے سفر پر تھے۔جب واپس تشریف لائے تو قریش کے سردار ابوجہل،عتبہ،شیبہ وغیرہ ملنے آئے،اثناءِ گفتگو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعویٰ نبوت اور دین اسلام کی خبر سنائی اور کہا اس لیے ہم آپ کے منتظر تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں اشتیاق پیدا ہوا اور قریش کے سرداران کو خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کیا۔ایک تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تجارتی سفروں کے رفیق،اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت واخلاق کے عینی شاہد تھے۔اور دوسری طرف اپنی دور اندیشی،ومعاملہ فہمی اور اصابت رائے کی قوت سے حقیقت تک پہنچ گئے،احباب سے فرصت پا کر درِ رسالت پر پہنچے،وحی ونبوت سے متعلق آپ کی زبان سے سنا،اور حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۳۸ سال تھی۔(البدایہ والنہایہ:۳/ ۲۸)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام لانے والے صحابہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد دین اسلام کی نشر واشاعت کے لیے جدوجہد شروع کردی۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر ایسے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے جو بعد میں چل کر،ستون اسلام ثابت ہوئے،ان سب میں آپ کی بے لوث تبلیغ کا اثر تھا۔

(۱) خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ(۲) حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ(۳) حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ(۴) حضرت زبیر بن العوّام رضی اللہ عنہ(۵) فاتح قادسیہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ(۶) فاتح شام حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔(تاریخ طبری:۲/ ۴۷۶، البدایہ والنہایہ:۳/ ۳۰۔)

غلام خرید کر آزاد کیے

قبول اسلام کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چالیس ہزار درہموں کے مالک تھے۔جب ہجرت فرمائی تو اس وقت صرف

پانچ ہزار درہم باقی رہ گئے۔اس رقم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان غلاموں و باندیوں کو آزاد کرایا جو پہلے سے ہی غلامیت کی وجہ سے نامساعد حالات سے دوچار تھے، قبول اسلام نے، ان کے کافر آقاؤں کو ظالم و جابر بنادیا، مگر یہ وہ نشہ تھا، جو اذیتوں کی ترشی کی وجہ سے اتر نہیں سکتا تھا، حضرت ابوبکر نے ان ظالموں کو منہ مانگی قیمتیں دے کر متعدد غلاموں اور باندیوں کو آزاد کرایا۔(طبقات ابن سعد: ۳/ ۱۷۲)

(۱) مؤذن رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، (۲) حضرت بلال کی والدہ حمامہ رضی اللہ عنہا، (۳) حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ (۴) حضرت ابوفکیہ رضی اللہ عنہ (۵) حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا (۶) حضرت ام عبس رضی اللہ عنہا (۷) حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا (۸) حضرت نہدیہ کی صاحبزادی (۹) بنی مؤمل کی لونڈی لبینہ، یالبیبہ ہیں۔(البدایہ والنہایہ: ۳/ ۵۸ سیرت محمد بن اسحاق اردو ترجمہ: ۲۶۴)

ابوقحافہ جو حضرت ابوبکر کے والد تھے اور اب تک مسلمان نہ ہوئے تھے، کہا کرتے تھے کہ بیٹا! اگر ان کمزوروں کے بجائے، مضبوط جوانوں کو آزاد کرواتے تو وہ تمہارے لیے قوت بازو بنتے، اور تمہاری پشت پناہی کرتے، حضرت ابوبکر نے جواب دیا: ابا جان! میں تو وہ اجر چاہتا ہوں جو اللہ کے یہاں ہے۔(سیرت محمد بن اسحاق اردو: ۲۶۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی مکہ کی زندگی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت کے بعد کفار کی ایذارسانی کے باوجود مکہ میں دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان حالات میں جان، مال، رائے مشورہ غرض ہر حثیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستو بازو بنے رہے اور رنج وراحت میں شریک رہے۔

کفار جب کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دست تعدی دراز کرتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جان کا خطرہ اٹھا کر خود سینہ سپر ہوجاتے۔ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرمارہے تھے کہ مشرکین اس دعوت پر سخت برہم ہوگئے اور اس قدر تکلیف پہنچائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیہوش ہوگئے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا:

کیا تم صرف اس لیے ان کو قتل کروگے کہ یہ ایک خدا کا نام لیتے ہیں۔(بخاری۔باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ الی المدینہ)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرمارہے تھے کہ اسی میں عقبہ بن معیط نے اپنی چادر سے گلے مبارک میں پھندا ڈال دیا اسوقت اتفاقا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے۔

اوراس کوگردن سے پکڑ کے خیرالانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیدہ کیااورفرمایا:

کیاتم ان کوقتل کردو گے جوتمہارے پاس خدا کی نشانیاں لایاہےاورکہتاہے کہ میرارب اللہ ہے۔(خلفائے راشدین ازشاہ معین الدین احمدندویؒ باب سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ ص ٦)

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی حبشہ کی طرف ہجرت اورواپسی

جب لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگےتو مشرکین قریش نے مسلمانوں ایذااورتکلیف پہنچانی شروع کردی۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جانثاروں کوان مصائب میں مبتلا پایاتو"حبشہ"کی طرف ہجرت کی اجازت عطافرمادی اجازت سے بہت سے مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کرگئے۔حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت کی اجازت چاہی اوررخت سفر باندھا۔حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ مقام" برک انعماد" پہنچےتوابن الدغنہ سے جو(قبیلہ)قارہ کاسردارتھاملاقات ہوگئی اس نے پوچھااے ابوبکررضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں جارہے ہو؟انہوں نے جواب دیاکہ مجھے میری قوم نے نکال دیاہے میں چاہتاہوں کہ سیاحی کروں اوراپنے رب کی عبادت کروں ابن الدغنہ نے کہاکہ اے ابوبکررضی اللہ تعالیٰ عنہ تم جیساآدمی نہ نکل سکتاہے نہ نکالاجاسکتاہےتم فقیرکی مددکرتے ہورشتہ داروں سےحسن سلوک کرتے ہوبےکسوں کی کفالت کرتے ہومہمان کی ضیافت کرتے ہواورحق کی راہ میں پیش آنے والے مصائب میں مددکرتے ہومیں تمہاراحامی ہوں میرے ساتھ واپس چلواوراپنے وطن میں ہی خداکی عبادت کرو،چنانچہ ابن الدغنہ کے ساتھ واپس مکہ تشریف لائے اوراعلان کردیاکہ آج سے ابوبکر(رضی اللہ عنہ)میری امان میں ہے۔قریش نے اس شرط پرابن الدغنہ کی امان قبول کرلی کہ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھرمیں نمازیں پڑھیں،تلاوت کریں،ان کوگھرسے باہرنمازپڑھنےکی اجازت نہیں۔حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ نےعبادت الٰہی کے لیےگھرکےصحن میں مسجدبنالی اس پرقریش کواعتراض ہوااورابن الدغنہ کے پاس آئے اورکہاہم نے اس بات پرآپ کی امان قبول کی کہ وہ چھپ کرگھرمیں نمازاداکریں پرانہوں نے گھرکے صحن میں مسجدبنادی اوراعلان کے ساتھ نمازپڑھتے ہیں۔ہمیں خدشہ ہے ہماری عورتیں اوربچےان سےمتاثرہوکراپنے مذہب سے ہٹ نہ جائیں۔آپ انہیں بتائیں کہ اس سے بازآجائیں ورنہ ہم آپ کی امان سے بری سمجھیں گے۔

ابن الدغنہ نےحضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ سے کہاتوآپ رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایا:

مجھے تمہاری امان کی ضرورت نہیں۔مجھے اللہ اوراس کےرسول کی امان کافی ہے۔(خلفائے راشدین ازشاہ معین الدین احمدندویؒ باب سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ ص ٨)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت مدینہ

کفار ومشرکین کا ظلم جب روز بروز بڑھتا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت مدینہ کا حکم فرمایا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے ہجرت کی تیاری شروع فرمادی۔بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکم ہوا کہ ابھی عجلت نہ کرو،امید ہے بارگاہ الٰہی سے مجھے بھی ہجرت کا حکم ہو۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سن کر ارادہ ملتوی فرمادیا۔

جب بارگاہ الٰہی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت مدینہ کی اجازت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا:اے ابوبکر!ہجرت کا حکم ہو گیا ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً تیار ہو گئے۔آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی دو اونٹ سواری کے لیے تیار کر لیے تھے۔ایک اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور دوسرے پر خود سوار ہو گئے اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ مختصر سا قافلہ مدینہ روانہ ہوا۔(خلفائے راشدین از شاہ معین الدین احمد ندویؒ باب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ص ۹)

سراقہ بن جعشم کا واقعہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے اور قریش کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ایک اعلان کروایا کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لائے گا اس کو ایک خون بہا کے برابر(سو اونٹ)انعام میں دیا جائے گا۔جب سُراقہ بن جُعشم نے سنا تو انعام کی لالچ میں نکلا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تلاش کر لیا اور گھوڑا دوڑا کر قریب آ گیا لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا اور ترکش سے تیر نکال کر حملہ کرنا چاہا لیکن تیر نہ نکلا۔دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے بڑھا اس بار گھورا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا سراقہ گھوڑے سے اترا اب اسے یقین ہو گیا یہ کچھ اور آثار ہیں۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قریش کے اعلان کے بارے میں آگاہ کیا اور درخواست کی کہ امن کی تحریر لکھ دیں،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر فرمان امن لکھ دیا۔(سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از علامہ شبلی نعمانیؒ،علامہ سید سلیمان ندویؒ جلد اول ص ۱۶۴ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

غار ثور میں قیام

اس قافلہ کی پہلی منزل غار ثور تھی۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اس غار میں داخل ہوئے اور غار کو درست کیا جو سُوراخ نظر آئے ان کو بند کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی اندر تشریف لائیں۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ کے زانو پر سر مبارک رکھا اور مشغول استراحت ہوئے۔ایک سراخ سے (اتفاقاً ایک سوراخ بند ہونے سے رہ گیا تھا۔) سانپ نے سر باہر نکالا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راحت میں خلل انداز ہونا مناسب نہ سمجھا اس لیے اس سانپ پر اپنا پاؤں مبارک رکھ دیا۔سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو کاٹ لیا، زہر کا اثر شروع ہو گیا درد اور کرب کے باعث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے جسم کو حرکت نہ دی کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ ہو۔ناگاہ آنسو کا ایک قطرہ ڈھلک کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر گرا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرے پر بے چینی کے آثار دیکھ کر فرمایا: ابوبکر کیا ہوا؟ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، سانپ نے کاٹ لیا ہے۔

اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام پر جہاں سانپ نے کاٹا تھا اپنا مبارک لعاب دہن لگایا تو زہر کا اثر دور ہو گیا۔(خلفائے راشدین از شاہ معین الدین احمد ندویؒ باب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ص ۹)

آیات قرآنی

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی بتلایا ہے۔

ثَانِیَ اثْنَیْنِ (سورۃ توبہ، آیت نمبر ۴۰)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "**اتقی**" فرمایا ہے۔

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی (سورۃ الیل آیت نمبر ۱۸۔۱۷)

اجماع امت ہے یہ کہ آیات مبارکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں۔(خلافت راشدہ از مولانا ادریس کاندھلویؒ ص ۸۱)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ احادیث کی روشنی میں

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں سے ایک آپ کی دائیں طرف تھے اور دوسرے بائیں طرف تھے اور آپ ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا: ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے'' (ترمذی:3669)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا: تم میرے حوض پر بھی صاحب ہو اور غار میں بھی صاحب ہو‘‘ (ترمذی:3670)

(۳) حضرت عبداللہ بن حنطب بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھ کر فرمایا: یہ میری آنکھیں اور کان ہیں‘‘ (ترمذی:3671)

(۴) حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس قوم میں ابوبکر موجود ہوں‘ اس قوم میں ابوبکر کے سوا کسی اور کے لیے امام بننا سزاوار نہیں‘‘ (ترمذی:3673)

(۵) حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس ابھی ابھی جبریل آئے‘ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی‘ پھر حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یارسول اللہ! میری خواہش ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں؛ حتیٰ کہ میں بھی اس دروازے کو دیکھوں‘ تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! سنو! تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے‘‘ (سنن ابوداوٗد:4652)

(۶) حضرت سہل بن سعد ساعدی بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا‘ صحابہ نے عرض کی: حضرت ابوبکرؓ کی رائے صحیح ہے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ابوبکر کا خطا پر ہونا پسند نہیں ہے‘‘ (مجمع الزوائد ج:9 ص:46)

(۷) حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تم میں سے آج کس کا روزہ ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی: میرا‘ پھر فرمایا: تم میں سے آج کس نے جنازے میں شرکت کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی: میں نے‘ پھر فرمایا: تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی: میں نے‘ پھر فرمایا: تم میں سے آج کس نے مریض کی عیادت کی؟
حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی: میں نے‘ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ ساری خصلتیں جمع ہو جائیں‘ وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا‘ (مسلم:1028)‘

(۸) حضرت ابوسعید بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلند درجے والوں کو نچلے درجے والے ایسے دیکھتے ہیں جیسے تم آسمان کے کنارے میں طلوع ہونے والے ستاروں کو دیکھتے ہو اور ابوبکرؓ وعمرؓ انہی میں سے ہیں اور بہت اونچے درجے پر فائز ہیں(ترمذی:3658)

(۹) حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا: یہ دونوں اولین اور آخرین میں سے جنت کے ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہیں ماسوا نبیوں اور رسولوں کے'(ترمذی:3665-66)

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی رفاقت اور اپنے مال کے لحاظ سے سب سے زیادہ مجھ پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے احسانات ہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، ۳۶۵۴/صحیح مسلم ۲۱۷۶)

انبیاء علیہم السلام کے بعد مخلوق میں سب سے افضل

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روئے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل انسان ہیں، اسی بات کی جانب امام الأنبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کلام میں اشارہ کیا ہے، جس کو امام ابوبکر بن ابی عاصم الشیبانی اپنی کتاب ''کتاب السنۃ'' میں روایت کرتے ہیں:

"عن أبی الدرداء قال: رأني رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم وأنا أمشي بين يدي أبي بكر، قال: "لِمَ تمشي أمام من هو خير منك؟ إن أبا بكر خير من طلعت عليه الشمس وغربت۔"

ترجمہ ''حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اس حال میں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے چل رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس کے آگے کیوں چل رہا ہے جو تم سے بہتر ہے؟ (اس کے بعد فرمایا) جتنے لوگوں پر سورج طلوع ہوتا ہے ان تمام میں حضرت ابوبکرؓ سب سے افضل ہیں۔'' (کتاب السنۃ، ج:۲، ص:۵۷۵، رقم الحدیث:۱۲۲۴)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''فضائل الصحابۃؓ'' میں اس بات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے حوالے سے مزید واشگاف الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

"خطبنا علي رضی اللہ عنہ على هذا المنبر، فحمد اللّٰه وذكره ما شاء اللّٰه أن يذكره۔ فقال: "إن خير الناس بعد رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم أبو بكر۔"

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ ایک دن خطبہ کے لیے منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ: بے شک لوگوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی ذاتِ گرامی ہے۔'' (فضائل الصحابۃؓ، ج:۱، ص:۳۵۵، رقم الحدیث:۴۸۴)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق

ہر صحابیؓ جنتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اپنی رضا اور خوش نودی کا اعلان کیا ہے، لیکن بعض ایسے بھی خوش نصیب ہیں، جنہیں نبوت نے اپنی زبانِ مبارک سے نام لے کر جنتی ہونے کی بشارت دی، جیسے: عشرہ مبشرہ صحابہ کرام ہیں، لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں جن کو نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ جنت میں اپنا رفیق ہونے کی بھی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں، جیسا کہ امام ابوبکر محمد بن حسین الآجری بغدادیؒ اپنی کتاب ''الشریعۃ'' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی طرح کا فرمان نقل کرتے ہیں:

''عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ، قال: رفع رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہٗ، وقال: ''اللّٰھم اجعل أبا بکر معي في درجتي یوم القیامۃ، فأوحی إلیہ أني قد استجبت لک۔''

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) اپنے ہاتھ کو (اللہ کے دربار میں) اُٹھایا اور فرمایا: اے اللہ! ابوبکر کو قیامت کے دن میرے ساتھ درجہ عطا فرما، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی گئی کہ ہم نے آپ کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔'' (الشریعۃ، ج: ۴، ص: ۱۷۸۷، رقم الحدیث: ۱۲۷۵)

اس ارشاد مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہوں گے، کیوں کہ اس کی نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول بھی کیا ہے۔

ابوبکر کی ایک رات عمر کی تمام راتوں سے بہتر ہے

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس طرح تذکرہ کیا جس سے لگتا تھا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے رہے ہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی ایک رات عمر (رضی اللہ عنہ) کی تمام راتوں سے بہتر ہے۔ (دلائل النبوۃ للبیھقی)

پہاڑ رُک گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اُحد پہاڑ پر چڑھے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ پہاڑ ہلنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ پر اپنے پاؤں مبارک کی ٹھوکر مار کر فرمایا:

اے اُحد! ٹھر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔" (پہاڑ اسی وقت ٹھر گیا) بخاری:3675)

امتیاز سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اسلام میں حضرت ابوبکر صدیق کے کئی امتیازات و اختصاصات ہیں، جن میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے، ان میں ایک سفرِ ہجرت اور غارِ ثور کے تین دن اور تین راتیں ہیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ جوڑ کر "اِثۡنَیۡن" (دو) سے تعبیر فرمایا اور سورۂ توبہ میں غارِ ثور کے منظر کو اِن کلماتِ طیبات میں بیان فرمایا: "دو میں سے دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے صاحب سے فرما رہے تھے: غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس اللہ نے اُن پر قلبی طمانیت نازل فرمائی"۔ اس آیت میں قرآنِ مجید کا کمالِ اعجاز ہے کہ رسول کریمؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر ایک ساتھ فرمایا اور یہ ذکرِ مبارک اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ آیت کے ایک حصے میں دونوں کا مختلف انداز میں چھ چھ بار ذکر فرمایا، اس کی تفصیل یہ ہے: تین مقامات میں دونوں کا ذکر ایک ہی کلمے میں ہے اور وہ ہیں: (۱) 'اِثۡنَیۡن" (۲) ضمیر تثنیہ 'هُمَا' (وہ دونوں)، (۳) 'مَعَنَا' (ہمارے ساتھ) میں ضمیر جمع متکلم۔ تین مقامات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جدا ہے: (۱) 'ثَانِیَ" (۲) 'یَقُولُ' صیغہ واحد غائب، (۳) 'لِصَاحِبِهٖ' میں 'ہ' ضمیر متصل، اس کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کا ذکر بھی تین مقامات پر جدا ہے: (۱) 'لِصَاحِبِهٖ' میں 'صاحب' سے مراد صدیقِ اکبر ہیں، (۲) 'لَا تَحۡزَنۡ' میں واحد مذکر مخاطب کی ضمیر مستتر 'اَنۡتَ" (۳) 'فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ' میں 'ہ' ضمیر متصل، اس کا مرجع ابوبکر صدیق ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر صحابہ اکرام کے اقوال

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں۔ (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اہلیان زمین اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلڑا جھک جائے گا۔ (بیہقی، شعیب الایمان، تاریخ الخلفاء ص ۶۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی بہتر وافضل ہیں، کسی مسلمان کے دل میں میری محبت اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ سے بغض اکٹھا نہیں رہ سکتا۔ (تاریخ الخفاء ص ۶۵)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار

اذا تذکّرت شَجْوًا من أخي ثقة   فاذکر أخاک أبا بکر بما فعلا
والتالي الثاني المحمود فشهد   وأول النّاس طرّاً أصدق الرسلا
والثانی اثنین في الغار المنیف وقد،   طاف العدو به اذ صعّد الجبلا

ترجمہ: جب آپ کو کسی معتمد بھائی کی تکلیف یاد کرنی ہو تو حضرت ابوبکر کے کردار کو یاد کر لیجئے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متصل ہیں، دوسرے ہیں، جن کی مشکلات میں موجودگی کی تعریف کی گئی ہے، تمام لوگوں میں سب سے اول انسان ہیں جنھوں نے رسول الا اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ہے، غار حرا میں دو میں کے دوسرے ہیں، اور جب پہاڑ پر چڑھائے تو دشمن نے ان کے اردگرد چکر لگایا۔ (دیوان حسان بن ثابت شرح یوسف عید، ط: ۱۲: ۱۴۱۲ بیروت، ص: ۲۸۲، قافیۃ اللام، قصیدہ خیر البریۃ)

خلافت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ اکرام نے مشورے سے سن ۱۱ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ اول مقرر کیا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو اس وقت مشکلات ومصائب کا ایک پہاڑ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے تھا۔ ایک طرف مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے دوسری طرف مرتدین اسلام کی ایک جماعت نے علم بغاوت بلند کر دیا ،منکرین زکوٰۃ نے الگ شور برپا کر رکھا تھا۔ ان تمام دشواریوں کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مہم درپیش تھی جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی شام پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔

صحابہ اکرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے اس مہم کے بارے میں رائے دی کہ فی الحال اس مُہم کو ملتوی کر دیا جائے پہلے مرتدین و مدعیان نبوت کا قلع قمع کیا جائے۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غیور طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ ارادہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حکم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو التوا میں ڈالا جائے

اور جو علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایماء پر شام کے مقابلہ کے لیے بلند کیا گیا اس علم کو کسی اور طرف موڑا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے برہم ہو کر ارشاد فرمایا:

خدا کی قسم اگر مدینہ اس طرح لوگوں سے خالی ہو جائے کہ درندے آ کر میری ٹانگ کھینچیں تب بھی میں اس مہم کو نہیں روکوں گا۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ چالیس دن کے بعد فتح حاصل کر کے واپس آئے تو خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ اکرام کے ساتھ مدینہ سے باہر نکل کر نہایت جوش مسرت سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے قافلہ کا استقبال فرمایا۔ (خلفائے راشدین از شاہ معین الدین احمد ندویؒ باب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ص ۲۷)

مدعیان نبوت کا قلع قمع کی مہم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک میں ہی بعض مدعیان نبوت پیدا ہو چکے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اور بھی بہت سے مدعیان نبوت پیدا ہو گئے اور روز بروز ان کی قوت بڑھتی جارہی تھی۔ اب ان کا قلع قمع کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سن ۱۱ ہجری میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں قافلہ مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سب پہلے طلیحہ بن خویلد کی جماعت پر حملہ کیا اور عینہ بن حصن کو گرفتار کر کے تیس قیدیوں کے ساتھ مدینہ روانہ فرمادیا۔ عینہ بن حصن مدینہ پہنچ کر اسلام لے آیا لیکن طلیحہ شام کی طرف فرار ہوا اور وہاں جا کر عذر خواہی کے طور پر دو شعر لکھ بھیجے اور تجدید ایمان کر کے اسلام میں داخل ہو گیا۔ (خلفائے راشدین از شاہ معین الدین احمد ندویؒ باب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ص ۲۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اس سے قبل حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ حملہ کی ابتدا کرتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی اعانت کے لیے روانہ فرمادیا۔

مسیلمہ کذاب کے ساتھ شدید جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد شہید ہوئی جن میں حفاظ اکرام بھی تھے مسیلمہ کذاب حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ اور اس طرح اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ (خلفائے راشدین از شاہ معین الدین احمد ندویؒ باب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ص ۳۰)

مرتدین کا قلع قمع کیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بہت سے عرب سرداران عرب مرتد ہو گئے تھے اور ہر ایک اپنے حلقہ کا بادشاہ مطلق بن بیٹھا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدعیان نبوت سے فارغ ہوئے تو ان مرتد سرداران کی طرف متوجہ ہوئے اور قافلے بھیج کر ان کی سرکوبی فرمائی۔ (خلفائے راشدین از شاہ معین الدین احمد ندویؒ باب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ص ۳۰)

منکرین زکوۃ سے معاملہ

مدعیان نبوت اور مرتدین کے علاوہ ایک اور گروہ تھا جو زکوٰۃ کا منکر تھا۔ ایک تو یہ گروہ خود کو مسلمان کہتا اور دوسری طرف زکوٰۃ کا منکر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے خلاف تلوار اٹھانا چاہتے تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت اختلاف کر رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ آپ ایسی جماعت سے کیسے جنگ کر سکتے ہیں جو توحید و رسالت کا اقرار کرتی ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خدا کی قسم اگر ایک بکری کا بچہ بھی جو زکوٰۃ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا جاتا تھا کوئی دینے سے انکار کرے گا تو میں اسکے خلاف جہاد کروں گا۔

اس بات کا یہ فائدہ ہوا کہ منکرین زکوٰۃ تھوڑی سی تنبیہ کے بعد خود زکوٰۃ لیکر حاضر ہو گئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اصابت رائے کا اعتراف کرنا پڑا۔ (خلفائے راشدین از شاہ معین الدین احمد ندویؒ باب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ص ۳۱)

قرآن کی جمع و ترتیب

مدعیان نبوت و مرتدین اسلام کے مقابلہ میں بہت سے حفاظ اکرام شہید ہو گئے۔ خصوصاً جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ صحابہ اکرام شہید ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خدشہ ہوا اگر حفاظ اکرام کی شہادت کا یہ سلسلہ جاری رہا تو ہم قرآن کے ایک حصہ سے محروم ہو جائینگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قرآن مجید کو جمع کرنے کی تحریک پیش کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلے عذر ہوا کہ جس کام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا اسے میں کیسے کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیر کا کام ہے اسے کریں اور اس پر اصرار فرماتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار اصرار پر حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کے ذہن میں یہ بات آ گئی یعنی دل مطمئن ہو گیا کہ اس کام کو کرنا چاہیئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عہد نبوت کے کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیا۔

پہلے پہل حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو بھی عذر ہوا لیکن پھر مصلحت سمجھ آنے پر حضرت زید بن حارث رضی اللہ نے نہایت احتیاط سے تمام اجزاء کو جمع کر کے ایک کتاب کی صورت میں مدون فرمایا۔(بخاری، جلد اول ص ۱۸۸)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چند کارنامے

(۱) حضرت اسامہ بن زید ؓ کے لشکر کو ملک شام روانہ کیا، جو افواج قیصر کو پسپا کر کے فتح یاب ہوا اور صحیح سالم واپس آیا

(۲) مرتدین، مانعین زکوٰۃ اور داعیان نبوت سے قتال کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تمام فتنوں کو ختم کیا۔

(۳) مذکورہ فتنوں کا قلع قمع کرنے میں بے شمار حفاظ کرام شہید ہوئے، چنانچہ آپ ؓ نے قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرایا۔

ازواج واولاد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مختلف اوقات میں شادیاں کیں۔

ازواج اور ان سے ہونے والی اولاد یہ ہیں

(۱) قتیلہ یا قتلہ ان کے بطن سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

(۲) ام رومان ان کے بطن سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

(۳) اسماء ان کے بطن سے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

(۴) حبیبہ بنت خارجہ ان کے بطن سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔(خلفائے راشدین از شاہ معین الدین احمد ندوی ؒ باب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ص ۴۱)

مرض الوفات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تقریباً سوا دو برس مکمل ہو چکے تھے۔ اس قلیل مدت میں آپ رضی اللہ عنہ نے مدعیان نبوت، مرتدین ومنکرین اور زکوۃ کے منکرین کا قلع فرما دیا تھا، فتوحات کا سلسلہ شروع ہی ہوا تھا کہ پیغام اجل آ گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن موسم سرد وخشک تھا اس دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غسل فرمایا۔

غسل کے بعد بخار آ گیا اور اس شدت سے آیا کہ مسجد جانے سے بھی معذور ہو گئے۔ نماز کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا۔ جب بخار میں افاقہ نہ ہوا اور شدت زیادہ ہونی شروع ہو گئی۔ جب کئی روز گزر گئے افاقہ نہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جید صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو طلب فرمایا اور جانشینی پر مشورہ طلب کیا اور ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام بھی پیش فرما دیا ۔حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طبیعت سخت ہے ۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ان پر خلافت کا بوجھ پڑے گا وہ خود نرم ہو جائینگے۔ ایک اور صحابی نے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سخت طبیعت سے واقف ہیں اور آپ انہیں جانشین مقرر فرما رہے ہیں، خدا کو کیا جواب دیجئے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں عرض کروں گا یا خدا یا! میں نے تیرے بندوں میں سے اس بندے کو منتخب کر آیا ہوں جو ان میں سب سے بہترین ہے۔ الغرض سب کو مطمئن فرما دیا۔ (خلفائے راشدین از شاہ معین الدین ندوی ص ۴۰)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور عہد نامہ خلافت لکھوانا شروع کیا، ابھی ابتدائی الفاظ ہی لکھوائے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غش آ گیا وہ بیہوش ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر عہد نامہ خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھ دیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عہد نامہ خلافت پڑھ کر سنایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عہد نامہ خلافت سن کر بے ساختہ اللہ اکبر کہہ اٹھے اور فرمایا اے عثمان! (رضی اللہ عنہ) اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے میرے دل کی بات لکھ دی۔ جب عہد نامہ خلافت لکھا جا چکا تو غلام کو کہا اس عہد نامہ خلافت کو مجمع عام میں سنا دو، اور خود بالا خانہ پر تشریف لائے اور حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

میں نے اپنے کسی عزیز و اقارب یا بھائی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا بلکہ اس شخص کو منتخب کیا ہے جو تم لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔ سب نے آپ کی بات سے اتفاق کیا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر نصیحتیں فرمائیں۔ (خلفائے راشدین از شاہ معین الدین ندویؒ ص ۴۰)

اس فرض سے فارغ ہونے کے بعد امور خانہ داری اور ذاتی امور کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر انہیں نصیحتیں کیں اور وصیت فرمائی اس وقت جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں انہیں دھو کر انہیں میں کفن دے دیا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کفن کے لیے نیا کپڑا ہونا چاہیئے۔ اس پر فرمایا کہ مجھے انہیں دو کپڑوں میں کفن دیا جائے میرے لیے یہی کافی ہیں البتہ نئے کپڑے کسی غریب کو دے دیے جائیں۔ اس کے بعد دریافت کیا کہ آج کون سا دن ہے؟ بتایا گیا پیر کا دن ہے۔

فرمایا اسی دن نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تھا۔؟ عرض کی گئی جی ہاں! تو فرمانے لگے میری بھی یہی آرزو کہ آج رات تک اس عالم فانی سے رخصت ہو جاؤں۔ بلکہ یہ آرزو پوری ہوئی ۲۲ جمادالثانی سن ۱۱ ہجری کو تریسٹھ برس کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وصیت کے مطابق رات ہی کے وقت تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا، آپکی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قبر میں اُتارا اور یوں نبی کریم ﷺ کے رفیق آپ ﷺ کے پہلو میں سپردخاک ہوئے۔

تھا ہمسفر، یارِ غارِ سرور، وفا کی اک جاوداں نشانی
دیارِ مکہ میں سنگ آقا کے سہہ گیا ظلم و بدزبانی
تھا بعد از انبیاء وہ افضل، کی دین کی جس نے ترجمانی
ولی نبی کا، عمر کا ساتھی، غنی کی دھڑکن وہ جانِ حیدر
نبی ﷺ کا محسن، خلیفہ اول، صداقتوں کا عظیم پیکر
ہمیں ابوبکر جاں سے پیارا، ہے قلبِ امت صدیقِ اکبر